عہد نبوی ﷺ کے تفریحی وثقافتی وسماجی مشاغل اور کھیل: ایک تحقیقی مطالعہ

Recreational, Cultural, Social Activities and Sports of the Prophetic Era: A Research Study

Asia Parveen
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad:
asiaperveenkml@gmail.com

Dr. Irfan Jafar
Lecturer Islamiat, Govt Graduate College, Sahiwal / International Post-Doc Fellowship, Islamic Research Institute, IIU, Islamabad:
i.z03035040887@gmail.com

Abstract:
The Prophetic era, spanning from the 7th century AD, marked a transformative period in history that not only laid the foundations of Islam but also encompassed a vibrant array of recreational, cultural, social activities, and sports. This research article explores these facets through a meticulous study of historical sources, focusing on the life and times of Prophet Muhammad (peace be upon him). It investigates the diverse forms of leisure activities prevalent in Arabian society, including poetry recitation, storytelling (Hikayah), and traditional games (such as horse racing, archery, and swimming). Furthermore, it delves into the Prophet's personal involvement in social gatherings (Majalis), cultural traditions (Adab), and communal festivals (Eid). By analyzing primary texts and scholarly interpretations, the article elucidates the significance of these activities in fostering community cohesion, moral education, and physical well-being during that era. Ultimately, this study underscores the relevance of understanding the Prophetic era's recreational and social dynamics as a source of historical enrichment and cultural heritage.

Keywords: *Prophetic era, Prophet Muhammad, Recreational activities, Cultural practices, Social gatherings, Traditional sports, Historical significance, Community cohesion*

تعارف

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات میں عقائد، عبادات، معاشرتی معاملات، اخلاقیات اور آداب کے اہم مسائل کے علاوہ، زندگی کے نرم اور نازک پہلوؤں پر بھی بڑی شرح وبسط سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اخلاقی حدود کے اندر رہتے ہوئے کھیل کود، زندہ دلی، خوش مزاجی، اور تفریح کی اہمیت بھی بیان کی گئی ہے۔ اسلام سستی اور کاہلی کو قبول نہیں کرتا بلکہ چستی، زندہ دلی، اور خوش طبعی کو پسند کرتا ہے۔ زندگی میں مفید کھیلوں کے انتخاب اور حوصلہ افزائی بھی اسلامی روایات کا حصہ ہیں، جو جسمانی صحت اور روحانی ترقی کے لیے موزون ترین طریقے کو فراہم کرتے ہیں۔ عہد نبوی ﷺ میں تفریحی، ثقافتی، اور سماجی مشاغل اور کھیل مختلف نوعیت کے تھے جو نہ صرف لوگوں کی تفریح کا ذریعہ تھے بلکہ ان کے جسمانی اور ذہنی صحت کو بھی بہتر بناتے تھے۔۔ نبی اکرم ﷺ کے دور میں متعدد سماجی تفریحی سرگرمیاں تھیں۔ جن کو عہد رسالت مآب ﷺ میں دینی و تشریعی حیثیت حاصل تھی۔ ذیل میں نبی اکرم ﷺ کے عہد کے تہواروں، کھیل اور سماجی مشاغل کا تذکرہ کیا جائے گا۔

عہد رسالت ﷺ کے تہوار

ہر قوم کے قومی خوشی کے ایام ہوتے ہیں جن میں وہ اچھا پہنتے، اچھا کھاتے اور دلچسپ مشاغل میں مصروف ہو کر اپنی خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں: صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو مخاطب کرکے فرمایا: ﴿يا ابا بكر انّ لكل قوم عيدا و هذا عيدنا﴾[1] " اے ابو بکر! بے شک ہر قوم کے لیے ایک کا دن مقرر ہوتا ہے اور یہ ہماری عید ہے۔"

عید کا لفظ عود سے مشتق ہے جس کا معنٰی ہے دوبارہ لوٹنا ہے۔ اس کو عید اس لیے کہا گیا ہے کہ سال کے بعد یہ دن دوبارہ لوٹ کر آتا ہے۔ قرآن کریم میں ایک قوم کی خوشی کے دن کی زیب وزینت اور لوگوں کے مل بیٹھنے کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے: ﴿قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَ اَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًىٰ﴾[2] " کہا (موسی علیہ السلام نے) تمہارا وعدے کا دن زیب وزینت کا دن ہے اور جس دن لوگ دن چڑھے اکٹھے ہونگے"

رسول اللہ ﷺ نے امت محمدیہ کے لیے فقط دو عیدیں سال کے بعد مقرر فرمائی ہیں اور تمام غیر مسلم

---

(1) مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، **كتاب العيدين**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ)، قم الحدیث: 1985۔
(2) طٰہ 20 :59

تہواروں سے منع کر دیاہے۔ سیدنا انسؓ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو اہل مدینہ کے ہاں دو دن ایسے مقرر تھے جن میں وہ کھیل تماشے کرتے تھے اور خوشی کا اظہار کرتے، جب وہ دن آئے اور حسب معمول لوگ خوشی کا اظہار کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ کیسے دن ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ یہ ہمارے جاہلیت کے وقت کی ہنسی خوشی کے دن ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :﴿قدابد لکم اللہ بھماخیرا منھما یوم الاضحی و یوم الفطر﴾ [3]"تحقیق تم کو اللہ نے ان سے بہتر دو دن عطاء فرمادیئے ہیں وہ یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر ہیں۔"

اور یہ دو دن جن کو جاہلیت کے دن شمار کیا گیا" نیروز اور مہرجان" تھے۔ جو کہ اہل فارس کے ایام عید تھے اور دیکھا دیکھی عرب بھی ان کو کھیل، تماشے کے دن منانے لگ گئے تھے، جن سے مشابہت کی رسول اللہ ﷺ نے صریحا نفی فرمادی۔ چنانچہ اہل علم کا کہنا ہے کہ کوئی شخص جان بوجھ کر غیر مسلموں کے ایام کی تعظیم، غیر مسلموں کے ہی انداز سے کرے تو وہ ممنوع ہوتے ہیں اور کافروں کی طرح تعظیم نہ کرے مگر مروتا اور عادت کے طور پر تحفے تحائف خرید کر بھیجتاہے اور ناز و نعمت کا ان ایام میں اظہار کرتاہے تو تب اس کا فعل مکروہ ہے ایسی کراہٹ جو کہ کفر کے مشابہ ہے۔

عید الفطر

عید الفطر اہل اسلام کا دینی تہوار ہے، جو کہ ہر سال یکم شوال المکرم کو بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ اور اس دن روزہ رکھنا منع ہے، اور یہ عید کا دن ہے خوشی کا دن شمار ہوتا ہے۔ جب روزے فرض ہوئے تو ۲ ہجری میں ساتھ ہی عید الفطر کا تحفہ عطا ہوا۔ مسلمان سب سے زیادہ خوشی اسی روز مناتے ہیں۔ اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے نہ صرف ماہ رمضان کا تحفہ دیا بلکہ پوراماہ عبادت اور روزے رکھنے کی توفیق دی۔ اس دن چھوٹے بڑے سبھی خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے نہادھو کر عید گاہ کا رخ کیا جاتا ہے۔ جہاں نماز عید الفطر ادا کی

([3]) النسائی، امام عبدالرحمن احمد بن شعیب، السنن ، **کتاب صلوۃ العیدین** (لاہور: مکتبہ بیت السلام، 2016ء)، رقم الحدیث :1557۔

جاتی ہے اس کے بعد امیر غریب سب آپس میں گلے ملتے ہیں۔ گھر میں میٹھے پکوانوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ کھانے ارد گرد کے تمام ہمسایوں میں تقسیم کیئے جاتے ہیں۔ روٹھے رشتہ داروں کی صلح بھی اکثر اس موقع پر ہو جایا کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس دن غریبوں کا خیال رکھنے کا بھی حکم دیا گیا ہے کہ صدقہ فطر ادا کر کے غریبوں کو اپنے ساتھ خوشیوں کے ان مبارک لمحات میں شامل کریں، اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ خوشی منانے کا حکم دیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ) [4] "اے محبوب کہہ دیجئے! کہ اللہ کی عظمت اور اس کی شفقت میں یہ لوگ خوشی منائیں، اس سے بہتر ہے جو وہ مال جمع کرتے ہیں"

اس عید الفطر کے بارے میں مولانا اسد القادری لکھتے ہیں:

"نفسیاتی طور پر دیکھئے کہ اسلام نے عید الفطر منانے کا وہ دن منتخب فرمایا ہے کہ جبکہ ہماری روحانیت عروج پر ہے۔ ہم رمضان المبارک کے تیس روزوں میں اپنے قلب و نظر کی زیادہ سے زیادہ تعمیر کر چکے ہیں۔ جب ہمارے سامنے دنیا کی کشش کم سے کم ہے، اور اپنے مالک حقیقی کی خوشنودی زیادہ سے زیادہ"[5]

عید الاضحیٰ

اسلام میں خوشی و مسرت کا دوسرا بڑا دن عید الاضحیٰ کا ہے جو ہر سال ۱۰ ذی الحجہ کو تمام دنیائے اسلام میں نہایت جوش و جذبے سے منایا جاتا ہے۔ عید الاضحیٰ میں دنیا بھر کے مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے جانوروں کی قربانی کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو تازہ کرتے ہیں۔ ایک بار صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے اسی کے بارے میں پوچھا: (ماهذاالاضاحی ؟يارسول الله ﷺ)" یہ قربانی کیا ہے یا رسول اللہ ﷺ "، ارشاد فرمایا: (سنة ابيكم ابراهيم صلوة الله و سلامه)" یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت ہے"

عید الفطر کو عوام الناس چھوٹی عید جبکہ عید الضحیٰ کو بڑی عید کہتے ہیں۔ عید الفطر ایک ہی دن یکم شوال کو منائی جاتی ہے جبکہ عید الضحیٰ تین دن یعنی ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ذوالحج کو منائی جاتی ہے۔ ایک تہوار یعنی فریضہ حج بھی اسی تہوار سے جڑا ہوتا ہے۔ صاحب استطاعت مسلمان لمبا سفر کر کے حرمین شریفین پہنچ کر ۹ ذوالحج کو فریضہ حج ادا کرتے ہیں جبکہ

---

(4) یونس:.58

(5) اسد القادری،، مولانا، **سیرت الرسول**، (ناشر: حاجی مشتاق الٰہی فاروقی، المعین لمیٹڈ، کراچی، سن اشاعت 1981ء)، ص455۔

باقی لوگ اپنے گھروں پر ہی اضافی عبادات کر کے اور ٹیلی ویژن پر مناسک حج کا نظارہ کر کے اس تہوار میں شریک ہوتے ہیں۔ اس سے اگلے ہی روز ۱۰ ذوالحج کو عید الضحیٰ کا تہوار ہوتا ہے جس کا آغاز نماز عید سے ہوتا ہے جس کے بعد سنت ابراہیمی کی یاد میں جانور ذبح کیئے جاتے ہیں۔ جانوروں کی قربانی کا یہ سلسلہ تین روز تک جاری رہتا ہے۔ گوشت کے عام طور پر تین حصے کیئے جاتے ہیں۔ ایک حصہ غریبوں میں بانٹ دیا جاتا ہے دوسرا حصہ قریبی رشتہ داروں اور ہمسایوں کو دیا جاتا ہے جبکہ تیسرا حصہ اپنے کھانے کے لیئے رکھ لیا جاتا ہے۔ عید الفطر کے برعکس اس موقع پر میٹھے پکوان کم اور نمکین زیادہ ہوتے ہیں۔ جو غریب غربت کے باعث پورا سال گوشت نہیں کھا پاتے انہیں پیٹ بھر کے گوشت کھانا نصیب ہو جاتا ہے۔ آپسی میل جول، قیدیوں کی رہائی، سرکاری چھٹیاں اور reconciliation کے جو سلسلے عید الفطر پر ہوتے ہیں وہ اس عید پر بھی جاری رہتے ہیں۔ تاہم کپڑوں اور جوتوں کی خریداری عید الفطر کی نسبت کم ہوتی ہے۔

اس تہوار کا آغاز ابوالانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جذبہ قربانی سے ہوا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عالم خواب میں حکم ملا کہ اپنی محبوب چیز خدا کی راہ میں قربان کرو۔ تو وہ تین دن تک مختلف جانور اللہ کی راہ میں قربان کرتے رہے پھر مزید حکم ہوا کہ اپنی سب سے سے زیادہ پیاری چیز یعنی اپنے فرزند کی قربانی کرو تو انہوں نے اس کے گلے پر بھی چھری چلا دی تاہم مالک کائنات نے ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچا لیا اور اسکی جگہ آسمان سے بھیجا ہوا دنبہ ذبح ہو گیا۔ واقعہ قربانی کی اصل روح یہ ہے کہ انسان دنیا میں کسی چیز کا کلی مالک نہ ہے سب کچھ مالک کا دیا ہوا اس کے پاس امانت ہے۔ اور مالک جب جان یا مال مانگے تو اسکی راہ میں فوری قربان کر دیا جائے۔ چنانچہ اس تہوار کے موقع پر مسلمان اپنے رب سے یہ عہد کرتے ہیں کہ جب بھی ان سے جو قربانی مانگی جائے گی وہ فوری تعمیل بجالائیں گے۔ اس عہد سے رب اور بندوں کا رشتہ مظبوط ہوتا ہے۔ (6)

بے شک ہر سال مسلمانان عالم کروڑں جانوروں کی قربانی کر کے جانثاری اور فدائیت کے اس بے نظیر واقعہ کی یاد تازہ کرتے ہیں جو آج سے تقریباً سوا پانچ ہزار سال پہلے عرب کی سرزمین میں اللہ رب العزت کے گھر کے پاس

---

(6) عرفان جعفر، ڈاکٹر، اسلام کی خوشی و غمی کی مروجہ رسومات اور ان کی معاشرتی اہمیت و افادیت (ایک تحقیقی مطالعہ)، مجلہ تناظر (ریسرچ جرنل)، جلد 5، شمارہ 2، اپریل۔ جون 2024ء، ص 284۔

پیش آیا تھا۔ کیسا رقت انگیز اور ایمان افروز ہو گا وہ منظر جب ایک شفیق باپ اپنے نوخیز لخت جگر سے کہا: (فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ الصَّابِرِينَ)[7] ”پھر جب بچہ اتنی عمر کو پہنچا کہ اسکے ساتھ چلے پھرے تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرے پیارے بچے میں خواب میں ”اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟۔ بیٹے نے جواب دیا کہ ابا! جو حکم کیا جاتا ہے اسے بجالایئے۔ ان شاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔“

اور پھر اخلاص و وفا کے اس پیکر نے خوشی خوشی اپنی معصوم گردن زمین پر اس لئے ڈال دی کہ اللہ کی رجا اور تعمیل حکم کے لئے اس پر تیز چھری پھیر دی جائے اور ایک ضعیف اور رحمدل باپ نے اپنے محبوب لخت جگر کے سینے پر گھٹنا ٹیک کر اس کی معصوم گردن پر اس لئے تیز چھری پھیر دینے کا ارادہ فرمایا کہ اس کے رب کی مرضی اور حکم یہی ہے“[8]

(فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ۔ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ۔قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ۔إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلاءُ الْمُبِينُ۔ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ) [9]

”غرض جب دونوں نے تسلیم کرلی اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرادیا تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ در حقیقت یہ کھلا امتحان تھا۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اسکے فدیے میں دے دیا۔“

عید الفطر اور عید الاضحیٰ مذہبی تہوار

نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ سال میں صرف دو ہی مستقل تہوار مناتے تھے جن میں ایک ” یوم الفطر“ اور دوسرا ” یوم الاضحیٰ“ ہے البتہ عید کا لفظ بعض اوقات جمعہ کے دن پر بھی بولا گیا ہے اس سے مراد جمعہ کو تہوار نہیں سمجھنا بلکہ جمعہ بھی چونکہ ہفتے کے بعد بار بار آتا ہے اس لیے عید کے لغوی معنیٰ کے اعتبار سے اسے بعض مقامات

---

(7) الصفٰت:102۔

(8) اصلاحی، محمد یوسف، **شعور حیات**، (البدر پبلی کیشنز، لاہور، سن اشاعت:2011ء)، ص132۔

(9) الصٰفٰت:103 تا107۔

پر عید کہا گیا ہے۔[10]

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے اجازت فرمائی ہے ایام عید میں اہل اسلام خوشی کا اظہار کریں، کھانے، پینے، کھیل، تماشے، گانے سے اور اچھا لباس زیب تن کرنے کے اعتبار سے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے ان ایام کو کھانے پینے کے دن قرار دیا ہے اور ان ایام میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ جناب ابو سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے فرمایا:﴿لا صوم فی یومین الفطر و الاضحیٰ﴾[11] ”دونوں میں کوئی روزہ نہیں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن“

جس طرح ایام عید میں کھانے پینے کے دن ہیں اسی طرح ان ایام کو اللہ کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے اچھا لباس پہننے کا دن بھی قرار دیا۔ امام نسائی ” الزینۃ العیدین“ کے باب کے تحت حدیث نقل کرتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے بازار میں ایک ریشمی حلہ برائے فروخت دیکھا تو انہوں نے وہ خریدا اور حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ کی خدمت میں لا کر پیش کیا اور عرض کی: ﴿فتحمل بھاللعید والوفد﴾[12] ”آپ اس کے ساتھ عید اور وفود سے ملاقات کے وقت خوبصورتی اختیار کریں۔“

عہد رسالت کے کھیل

کھیلوں کو تفریحی سرگرمیوں میں اہم مقام حاصل ہے امام الانبیاء صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے بہت سے کھیلوں کی حوصلہ افزائی فرمائی جبکہ کئی ایسے بھی تھے جن کو برے نتائج کی بناء پر ممنوع فرمایا۔ مختلف کھیلوں کی حیثیت کے بارے میں جو شریعت سے رہنمائی ملتی ہے وہ درج ذیل ہے۔

---

(10) ابن قیم، محمد بن ابی بکر الجوزی، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، (بیروت: دار الکتب العلمیہ)، ج 1، ص 369۔

(11) دارمی، عبد الرحمٰن بن عبد اللہ، سنن دارمی، کتاب الصیام، باب النھی عن الصیام یوم الفطر و یوم الاضحی، رقم الحدیث: 1769۔

(12) نسائی، امام عبد الرحمن احمد بن شعیب، سنن نسائی، کتاب الصلوۃ للعیدین ، با ب الزینۃ العیدین، رقم الحدیث: 1561۔

پیدل دوڑ

سیدنا سلمہ بن اکوع ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر پر جارہے تھے۔ قافلے میں ایک ایسا انصاری شخص بھی موجود تھا جو بہت تیز دوڑتا تھا اور اپنے ہمراہیوں کو کہہ رہا تھا کہ کوئی مجھ سے مدینہ تک دوڑ لگائے؟ وہ دوڑنے لگانے والوں کو پکار رہا تھا میں نے اس شخص کو کہا کہ تجھے کسی معزز شخص کا احترام نہیں ہے اور تو کسی شریف آدمی کا خیال نہیں کرتا وہ آدمی کہنے لگا کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے علاوہ کسی کا خیال نہیں ہے۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں تب میں نے رسول اللہ ﷺ اجازت طلب ی اور عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر مناسب سمجھیں تو مجھے اس شخص سے دوڑ لگانے کی اجازت دے دیں آپ ﷺ نے فرمایا" تمہاری مرضی ہے" سلمہ ؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس کے ساتھ مدینہ تک دوڑ لگائی اور غالب آیا۔[13]

گھوڑوں کی دوڑ

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ گھوڑے دو قسم کے ہوتے تھے ایک وہ جو تربیت یافتہ اور دوسرے جو غیر تیار شدہ۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں قسم کے گھوڑوں کی دوڑ لگوایا کرتے تھے۔ جو تیار شدہ گھوڑے تھے ان کے لیے مقام "**حضياء**" سے لیکر "**ثنية الوداع**" تک علاقہ تھا جو کہ چھ سات میل ہے جبکہ جو گھوڑے غیر تیار شدہ ہوتے ان کی دوڑ کا مقام " ثنیۃ الوداع" سے لے کر " مسجد بنی زریق" تک تھا جو کہ ایک میل ہے۔[14]

اونٹ کی دوڑ

سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام " **العضباء**" تھا کوئی دوسرا اونٹ اس اونٹنی سے بڑھ نہیں پاتی تھی۔ ایک دفعہ بدو اپنے اونٹ پر آیا اور اس نے " **عضباء**" سے دوڑ لگائی اور وہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی سے آگے نکل گیا۔ یہ بات مسلمانوں پر گراں گزری وہ کہنے لگے کہ " **العضباء**" مغلوب ہوگئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا" بے شک اللہ پر حق ہے کہ وہ دنیا میں کسی چیز کو بلند نہیں کرتا

([13]) احمد بن حنبل، الامام، المسند ، **حديث ابن الاكواع**، (لاہور، مکتبہ رحمانیہ)، ج4، ص53۔

([14]) البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح، **كتاب الجهاد و السير ، باب السبق بين الخيل**، (بیروت: دار المعرفۃ، 1998ء) رقم الحدیث: 2868۔

مگر اسے نیچے بھی کرتا ہے۔" (15)

کشتی کرنا (مصارعت)

محمد بن علی رکانہ بیان کرتے ہیں کہ: ﴿ان رکانة صارع النبی ﷺ فصرعه النبی ﷺ﴾ (16)
"بے شک رکانہ نے رسول اللہ ﷺ سے کشتی کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پچھاڑ دیا"

تیر اندازی

سیدنا سلمہ بن اکوعؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو اسلم قبیلے کے ایک گروہ پر سے گزرے جو بازار میں تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿ارموا بنی اسمٰعیل فان اباکم کان رامیاً﴾ (17) "اے بنو اسماعیل! تیر چلاؤ یقیناً تمہارا باپ تیر انداز تھا۔" ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ: ﴿من علم الرمی ثم ترکه فلیس منا﴾ (18) "جو تیز اندازی سیکھ کر چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے"

ان احادیث سے واضح ہے کہ تیر اندازی کو کس قدر اہمیت عہد نبوی ﷺ میں حاصل تھی۔

برچھیوں کے کھیلنا (تلوار بازی)

سیدتنا عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ عید کے دن مسجد نبوی میں حبشیوں نے برچھیوں کے ساتھ اپنے کھیل کا مظاہرہ کیا نبی ﷺ بھی موجود تھے اور سیدہ عائشہ نے بھی اس مظاہرے کو دیکھا۔ (19)

---

(15) البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب ناقة النبی ﷺ، رقم الحدیث: 2872۔

(16) السجستانی، ابو داؤد سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب اللباس، باب فی العمائم (دار التاصیل، 2015ء) رقم الحدیث: 4571۔

(17) البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب السیر، باب التحریض علی الرمی، رقم الحدیث: 2899۔

(18) القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الاماة، باب فضل الرمی، رقم الحدیث: 4925۔

(19) البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب النبوة التی یهدین، رقم الحدیث: 5162۔

کھیل اور انعامات

کھیلوں میں مقابلہ کروا کر جیتنے والوں کو انعامات دینا سنت رسول ﷺ ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے گھوڑوں کی دوڑ لگوائی اور جیتنے والے کو انعام دیا۔[20]

شکار کرنا

شکار عرب میں ایک اہم ذریعہ حصول معاش تھا۔ چنانچہ قرآن وحدیث میں اس کے احکام واضح طور پر دیئے گئے ہیں۔ سورۃ المائدہ میں ہے: ﴿ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْاؕ ﴾[21] "اور جب تم حلال ہو جاؤ (احرام کھول دو) تو شکار کرو۔"

فوجی کھیل

رسول اللہ ﷺ مختلف اوقات میں مختلف طبقات و افراد کو تیر اندازی، شہسواری، تلوار بازی، نیزہ بازی، حربہ انگیزی اور دوسرے فوجی کھیلوں کی ہمت افزائی کی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان کے حصول اور کمال پر ترغیب بھی دلائی۔ بالعموم یہ تفاصیل **''کتاب الجہادوالسیر ''** کے ابواب میں ملتی ہیں جیسا کہ صحیح بخاری کا" **باب التحريض على القتال" "باب السبق من الخيل"،"باب التحريض على الرمى "** وغیرہ بلکہ عید الاضحی کے موقع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ کی آڑ میں حبشی حضرات کے حربی کمالات دیکھنا۔ اس واقعہ سے اور اس کی شروح سے واضح ہوتا ہے کہ وہ مستقل قسم کے کھیل تھے صرف اسی موقع پر نہیں پیش کیے بلکہ ہر عید پر ان کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ اور اصل بات یہ ہے کہ کھیلنے والوں کے لیے اجازت نبوی بلکہ منشائے نبوی بھی حاصل تھا۔ یعنی یہ کھیلنا جائز اور مباح بلکہ ان کا دیکھنا اور دکھانا بھی جائز اور مباح ہے اس قسم کے کھیلوں کی عصری مثالیں 23 مارچ یوم پاکستان، 14 اگست یوم آزادی اور 6 ستمبر، میں یوم فضائیہ پر فضائی مظاہرے اور فوجی کمالات کا تعلق اسی نوعیت سے ہے جنہیں دیکھا جا سکتا ہے۔

---

(20) احمد بن حنبل، الامام، المسند، **احاديث عبد الله بن عمر**، ج2، ص91۔

(21) المائدہ، 5: 2

نشانہ بازی

نشانہ بازی خواہ تیر کے ذریعہ ہو یا نیزہ، بندوق اور پستول یا کسی اور ہتھیار کے ذریعہ ہو۔ اس کے سیکھنے کو باعثِ اجر وثواب قرار دیا گیا ہے۔ یوں بھی یہ کھیل انسان کے ذاتی دفاع کے لیے بہت ضروری ہے۔ یہ اگر جسم کی پھرتی، اعصاب کی مضبوطی اور نظر کی تیزی کا ذریعہ ہے۔ وہیں یہ خاص حالات میں دشمنوں سے مقابلہ آرائی کے کام آتا ہے۔ قرآن کریم میں باضابطہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے: ﴿ أَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ [22] "اے مسلمانو! تمہارے بس میں جتنی قوت ہو، اسے کافروں کے لیے تیار کر کے رکھو۔"

رسول کریم ﷺ نے اس "قوۃ" کی تفسیر رمی (تیر اندازی) سے کی ہے۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: " أَلاَ أَنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ" [23] یعنی خبردار "قوۃ" پھینکنا ہے۔

اس پھینکنے میں جس طرح تیر کا پھینکنا داخل ہے، اسی طرح اس میں کسی بھی ہتھیار کے ذریعہ مطلوبہ چیز کو نشانہ بنانا، راکٹ، میزائل وغیرہ کو ٹھیک نشانہ تک پہنچانا بھی داخل ہے اور ان میں سے ہر ایک کی مشق جہاں جسمانی لحاظ سے بہترین ورزش ہے، وہیں باعث اجر وثواب بھی ہے۔

ایک حدیث میں جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: " بے شک ایک تیر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تین افراد کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ ایک تیر بنانے والا، جبکہ وہ تیر بنانے میں ثواب کی نیت رکھے۔ دوسرا تیر پھینکنے والا اور تیسرا پکڑنے والا، پس اے لوگو! تیر اندازی سیکھو"۔ [24]

بلکہ تیر اندازی تو ایک ایسا فن تھا جس کی خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے بچپن میں اس کی مشق کی تھی اور یہ عرب میں بطور مشغلہ بھی تھا لیکن اس میں ایک بات بہت اہم ہے کہ تیر اندازی جائز اور مباح ہے لیکن پرندوں اور جانوروں پر مشق کرنا اس سے رسول اللہ صل ﷺ نے قطعی طور پر منع کیا ہے۔ اس میں ایک دلچسپ واقعہ جو کہ صحیح

---

(22) الأنفال: 60

(23) القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، كتاب الإمارة ، باب فضل الرمي

(24) السجستانی، ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، كتاب الجهاد، باب في الرمي

بخاری میں مذکور ہے سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر قبیلہ بنو اسلم کے کچھ افراد پر ہوا تو ان کو تیر اندازی کرتے ہوئے پایا آپ نے ان کو بنو اسماعیل قرار دے کر فرمایا کہ تمہارے جد امجد بھی تیر انداز تھے لہٰذا تم تیر اندازی کرتے رہو اور میں بھی بنو فلاں کے ساتھ ہوں دوسرے فریق نے تیر چلانے سے ہاتھ روک لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے تم تیر کیوں نہیں چلاتے انہوں نے عرض کیا کہ ہم تیر کیسے چلائیں کہ آپ تو ان کے ساتھ ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم بھی تیر چلاؤ اور میں تم سب کے ساتھ ہوں۔[25] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیر اندازی کو عرب بطور ایک تفریحی مشغلہ اور کھیل کے طور پر بھی اختیار کیا کرتے تھے بلکہ بعد میں یہی تفریحی کھیل ان کی فوجی تربیت میں بدل جاتا تھا کہ سابقہ زمانے کی جنگوں میں تیر اندازی ایک بہت اہم ہتھیار تھا لہٰذا اس جنگی مہارت کا حاصل کرنا عمومی طور پر ایک فن حرب کی حیثیت سے معروف تھا۔

ناپسندیدہ کھیل

بعض کھیل ایسے ہیں جن میں نفع کم اور نقصان کا پہلو غالب ہے ان کو شرعا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ وہ کھیل درج ذیل ہیں۔

1) نردشیر[26]

ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:﴿**من العیب بالنرد فقد عصی اللہ و رسولہ**﴾[27] ”جو نردشیر کھیلتا ہے وہ یقیناً اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے“ اور اسی طرح سیدنا بریدہؓ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:﴿**میعب بالنرد شیر فکانما مبغ یدہ فی لحم الخنزیر و دمہ**﴾[28] ”جو نردشیر کھیلتا ہے تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون سے رنگا ہے۔“

([25]) البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، **كتاب السير، باب التحريض على الرمی**، رقم الحدیث:2899۔

([26]) السجستانی، ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، **كتاب الجهاد، باب في الرمي**

([27]) نرد یا نردشیر ایک کھیل ہے جس میں مختلف خانوں میں گوٹیں رکھ کر انہیں ایک خاص طریق سے حرکت دی جاتی ہے جس کے نتیجے میں کھیل میں ہار جیت ہوتی ہے۔ جوسر اور شطرنج وغیرہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

([28]) القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، **كتاب الشعر، باب تحريم اللعب بالنرد**، رقم الحدیث:5780۔

نرد شیر ایک عجمی کھیل تھا جس کو مضر اثرات کی وجہ سے آپ ﷺ نے حرام قرار دیا۔ جبکہ شطرنج کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے امام مالک کی رائے یہ ہے کہ وہ حرام ہے۔

2) جوا

اللہ تعالی نے جوا کھیلنے کو حرام قرار دیا ہے قرآن مجید میں ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ [29]" اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا اور بت اور تیر شیطانی عمل کی پلیدی ہیں ان سے بچو تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔"

قرآن و سنت کی رو سے کھیل میں جوا حرام ہے۔

3) کبوتر بازی

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے بے شک نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو کبوتر کے پیچھے تھا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ﴿ **شيطان يتبع شيطانة** ﴾ [30]" شیطان، شیطانہ کے پیچھے ہے۔"

اس میں کبوتر بازی کے ناپسندیدہ ہونے کی دلیل ہے یہ ایسا کھیل ہے جس کی اجازت نہیں ہے۔

4) جانور لڑانا

عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ: ﴿ **نهى رسول الله عن التحريش بين البهائم** ﴾ [31]" رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو ایک دوسرے کے خلاف جوش دلانے سے منع فرمایا۔"

عہد رسالت کے دلچسپ سماجی وثقافتی مشاغل

اجتماعی طور پر خاص مواقع کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ اظہار مسرت کے لیے مختلف

([29]) المائدہ 5:90

([30]) السجستانی، ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، **كتاب الادب ، باب فى اللعب بالحمام** ، رقم الحدیث: 4932۔

([31]) السجستانی، ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، رقم الحدیث: 2551۔

انداز سے خوشگوار طرز عمل اپناتے تھے۔

- شادی کی تقریبات

سیدہ ربیع بن معوذ بن عفراء کی شادی تھی۔ انصار کی بچیاں دف بجا کر اظہار مسرت کر رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے وہ غزوہ بدر کے شہداء کے بارے میں اشعار پڑھ رہی تھیں کہ اچانک ایک بچی نے شعر پڑھا جن میں ذکر تھا کہ ہمارے نبی ﷺ کل کی خبر بھی رکھتے ہیں اس شعر سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔[32]

باقی شادی پر دف بجانے کے حوالے سے اجازت ہی مرحمت نہ فرمائی بلکہ بعض اوقات اہتمام سے تلقین بھی فرماتے کہ انصار ایسے مواقع پر کھیل تماشا پسند کرتے تھے۔[33] امام یحییٰ بن شرف النووی اس حوالے سے لکھتے ہیں:﴿ان ضرب الدف العرب مباح في يوم السرور﴾[34] " بے شک عربی دف بجانا خوش کن دن میں مباح ہے۔"

- ولیمہ

ولیمہ کا مطلب ہے شادی کی خوشی کا کھانا۔ شب زفاف کی صبح کو احباب کی دعوت ولیمہ کرنا سنت مستحبہ ہے۔ صحیح بخاری میں حدیث مبارکہ ہے: حضور ﷺ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **(اولم ولو بشاة)**" ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری ہو"[35] اور جبکہ ولیمہ کی دعوت قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے حدیث پاک میں ہے کہ:" جس نے کسی کی دعوت قبول نہ کی اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی"[36]

- قدوم مدینہ

سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے انصار کو

([32])البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح، **باب ضرب الدف في النكاح**، رقم الحدیث:5147۔

([33])البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح، رقم الحدیث:5162۔

([34]) النووی، یحیی بن شرف،الکامل للنووی،(کراچی، قدیم کتب خانہ)،ج1، ص291۔

[35] البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح، **كتاب النكاح باب الصفرة للمتزوج** .

[36]زیلعی، جمال الدین، **نصب الراية**، **كتاب الكراهية** (المکتبۃ الاسلامیہ)،ج3، ص137۔

خوشی ہوئی اور مختلف انداز میں انہوں نے اظہار مسرت کیا۔ اس میں ایک انداز یہ بھی تھا کہ حبشی لوگوں نے آپ کی آمد کی خوشی میں برچھیوں کے ساتھ کھیل کا مظاہرہ کیا۔[37]

- تعمیر مسجد

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ آکر جو امور پہلے اور ترجیحاً سر انجام دیئے ان میں ایک اہم کام مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر بھی تھا۔ آپ بذات خود دیگر صحابہ کے ساتھ مل کر مسجد کی تعمیر میں حصہ لے رہے تھے۔ صحابہ کی طرح آپ ﷺ خود بھی پتھر اور اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ اس اجتماعی موقع پر آپ درج ذیل اشعار پڑھ رہے تھے۔

ے اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ
فاغفر للانصار و المھاجر
ھذا الجمال لا جمال خیبر
ھذا اجر ربنا و اطھر

" اے اللہ! نہیں ندگی مگر آخرت کی زندگی ہی، تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔ یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں ہے اے ہمارے رب یہ زیادہ اچھا اور پاکیزہ ہے۔

- فتح بدر

بدر کا معرکہ اہل اسلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور تائید ربانی کا مظہر ہے اس پر مسرت موقع کے حوالے سے قرآن مجید میں ہے۔﴿وَ یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾[38] "جس دن اہل ایمان خوش ہونگے۔"

اللہ تعالیٰ وضاحت کرتے ہیں کہ جس دن رومی اور ایرانیوں پر غالب آئیں گے اس دن اہل ایمان بھی خوش ہونگے۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ جب بدر کا دن تھا اس دن رومی فارسیوں پر غالب آئے۔ اس خوشی کے دن شاعر نبوت حضرت حسان بن ثابت نے اشعار کہے جس میں انہوں نے مسلمانوں پر فخر کا اظہار کیا ان میں سے چند درج ذیل

([37]) السجستانی، ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، رقم الحدیث: 4915۔

([38]) الروم 30: 4۔

ہیں۔

سرنا و ساروا الی بدر لحینهم
لو یعلمون یقین العلم ما ساروا
دلاهم بغرور ثم اسلمهم
ان الخبیث لمن و الا غرار [39]

"ہم اور وہ اپنے وقت پر بدر کی طرف چلے اگر وہ حقیقتاً جان لیتے تو نہ جاتے، دھوکے باز نے ان کی رہنمائی کی، پھر انہیں چھوڑ گیا، بے شک خبیث جس سے دوستی کرتا ہے دھوکہ دیتا ہے۔

- **وفود سے ملاقاتیں**

غیر ملکی وفود سے بھی نبی اکرم ﷺ اہتمام سے ملا کرتے تھے ایسے مواقع پر خوبصورت لباس زیب تن کرما اور مہمان نوازی کرنا مسنون امر ہے۔ سیدنا عمر بن خطابؓ نے بازار سے ریشمی حلہ بکتے دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے عرض کی یا رسول اللہ اسے خرید لیجئے اور خوبصورتی اختیار فرمایئے۔" عید اور وفود سے ملاقات کے اس سے خوبصورتی اپنایئے۔" [40] رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ اس حلے کو ریشمی ہونے کی بناء پر مسترد کر دیا تاہم اہم مواقع کے حوالے سے خوبصورتی اختیار کرنے کی نفی نہیں کی۔ [41]

- **غذا اور علم طب**

عرب مختلف نباتا، درختوں اور حیوانوں سے طبی فوائد حاصل کرتے تھے۔ جاہلیت میں زہیر بن جناب الکلبی التغلبی طبیب تھے، اسلام نے بھی اس علم کو اہمیت دی، سنن ابن ماجہ میں غذا اور طب سے متعلق ایک شعر جس میں گھری اور شہد کی مناسبت کا ذکر ہے۔

هم السمن بالسنوات لا الس فیهم و هم یمنعون جارهم این یتقردا [42]

([39]) ابن ہشام، ابو محمد، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، (مصر، مصطفی البابی)، ج2، ص319۔

([40]) النسائی، احمد بن شعیب، السنن، رقم الحدیث: 1561۔

([41]) بھوجیانی، محمد عطاء اللہ حنیف، التعلیقات السلفیہ، (لاہور، مکتبہ سلفیہ)، ج1، ص186۔

([42]) ابن ماجہ، السنن، کتاب الطب، باب السنا و السنوات، رقم الحدیث: 3457۔

" وہ آپس میں گھی اور شہد کی طرح ہیں ان میں کوئی جھگڑا نہیں ہے وہ اپنے پڑوسیوں کو الگ ہونے سے منع کرتے ہیں۔"

اس شعر میں گھی اور شہد کی باہم مناسبت کا ذکر ہے۔ اہل عرب شہد کو پسند کرتے تھے، شہد کا ذکر قرآن حکیم میں بھی آیا ہے۔، عرب کے اہم شہر طائف کا شہد مشہور تھا اور اس کو عراق، مکہ اور تمام علاقوں تک بھیجا جاتا تھا، زمانہ جاہلیت میں بنو سلیم کے پاس شہد کا کاروبار تھا اور پہاڑوں پر شہد کی تصدیر کا عمل کیا جاتا۔ عرب شہد کو بطور غذا اور مختلف امراض میں بطور دوَا استعمال کرتے تھے۔[43]

- مزے دار کھانے

خاتم الانبیاء ﷺ سادہ زندگی بسر کرتے تھے بالعموم آپ کی خوراک بھی سادہ ہی ہوتی تھی لیکن قرآن و سنت کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ لذیذ اور خوشگوار غذا اللہ کو پسند ہے اور بعض اوقات نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ اس کا اہتمام بھی فرمایا کرتے تھے۔

- لذیذ غذا

سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ﴾[44] " اے لوگو! جو کچھ زمین میں ہے اس میں سے حلال طیب کھاؤ"

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ غذائیں ہیں جو تمہیں مرغوب ہوں، لذیذ ہوں اور جسم، صحت اور عقل کے لیے نقصان دہ نہ ہوں۔۔

([43]) الطقوش، ڈاکٹر سہیل، **تاریخ العرب قبل الاسلام**، (دار النفائس بیروت، 2009ء) ص80۔

([44]) البقرہ: 168:2

- میٹھے کھانے

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں:﴿ **كان رسول الله ﷺ يحب الحلوى و العسل** ﴾ [45]" نبی اکرم ﷺ کو میٹھی چیزیں اور شہد پسند تھا"

- **التبيله**[46]: سیدہ عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ کہہ رہے تھے:﴿ **التلبينة مجمة لفواد المريض تذهب ببعض الحزن** ﴾ [47]" تلبینہ دل کے مریض کے لیے مفید ہے وہ اس کا کچھ غم ہلکا کر دیتا ہے۔"
- **الحيس:**[48] سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا، روٹی کی ثرید اور حیس کی ثرید تھا" [49]

ثقافتی و تفریحی مشاغل

عہد رسالت میں عرب ثقافت و کلچر کے بہت سے تفریحی مشاغل کو شرعی حیثیت حاصل تھی۔ ان میں سے ذیل میں مذکور ہیں ملاحظہ کیجئے:

- ادبی سرگرمیاں

عرب معاشرے مین بے شمار ادبی سرگرمیاں رائج تھیں۔ اور بہت سی سرگرمیاں تفریحی انداز میں ہوا کرتی تھیں، ذیل میں چند ایک ادبی سرگرمیاں پیش خدمت ہیں۔

- شاعری

نبی اکرم ﷺ نے بامقصد شاعری کو پسند فرمایا اور بے مقصد اور لغو موضوعات پر مشتمل شاعری کو ناپسند

---

(45) البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،**كتاب الاطعمة ، باب الحلوى و العسل**، رقم الحدیث:5431۔

(46) **تلبينه** :تلبینہ چھنے ہوئے آٹے اور دودھ سے ملا کہ بنایا جاتا ہے جس میں مٹھاس کے لیے شہد بھی ڈالتے ہیں۔

(47) البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،**كتاب الاطعمة،باب التلبينة** ، رقم الحدیث:5217۔

(48) الحیس سے مراد کھجور اور گھی اور مکھن کے امتزاج سے بننے والا کھانا ہے۔

(49) القشیری، مسلم بن الحجاج،الجامع الصحیح ،**كتاب الشعراء**، رقم الحدیث:5116۔

کیا ہے، اچھے اشعار آپ سننا پسند فرماتے تھے۔ سیدنا ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " سب سے سچا کلمہ جو شاعر نے کہا وہ لبید کا کلمہ ہے جو یہ ہے کہ اللہ کے سوا تمام اشیاء باطل ہیں۔[50] سیدنا براءؓ فرماتے ہیں کہ یوم قریظہ پر آپ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت کو فرمایا: ﴿ اهج المشركين فان جبرئيل معك ﴾ " مشرکین کی ھجو کرو بے شک جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں۔"

- مسجع کلام

سیدنا عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ مشرق سے دو آدمی آئے انہوں نے تقریری کی تو لوگوں نے ان کے حسن کلام کو سراہا تو رسول اللہ ﷺ نے بیان: ﴿ ان من البيان يسحرا ﴾ [51] " بے شک بعض بیان میں جادو ہوتا ہے۔"

- رجز کا ثقافتی پہلو

اشعار میں رجز بھی شامل ہیں۔ رجز شاعری میں ایک خاص قسم ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے " رجز" پڑھی۔ اس کا ذکر صحیح بخاری میں ہے۔[52] صحابہ کرامؓ بلند آواز میں جنگ میں رجز پڑھتے اور مجاہدین کے حوصلوں کو تقویت حاصل ہوتی تھی۔

- قصہ گوئی

قرآن کریم پچھلی امتوں کے قصے بیان کرتا ہے۔ قصہ گوئی قدیم سے دلچسپ فن رہا ہے، مگر قرآن قصہ گوئی کے ساتھ نصیحت پکڑنے کی بات بھی کرتا ہے۔ یوسف علیہ السلام کے قصے کے بارے میں ہے: ﴿ نَحْنُ نَقُصُّ

([50]) البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 3212۔

([51]) البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، **كتاب النكاح، باب الخطبة**، رقم الحدیث: 5146۔

([52]) البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، **كتاب الجهاد والسير ، باب الرجز فى الحرب ورفع الصوت فى حفر الخندق**، رقم الحدیث: 3034۔

عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ)[53] ”ہم تم پر بہترین قصہ بیان کرتے ہیں سبب اس کے جو ہم نے تمہاری طرف قرآن وحی کیا۔“

عہد رسالت میں مل بیٹھ کر موضوع گفتگو دیگر اقوام ہوتیں اور جاہلیت کے جاہلانہ پن پر ہنسا بھی جاتا۔

- دف

سنن ابن ماجہ کی حدیث میں مذکور ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرما کر تشریف لے گئے تو مدینہ کی بچیوں نے دف بجا کر آپ کا استقبال کیا اور خوشی کا اظہار کر رہی تھیں کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے۔ اور کئی ایک روایات میں یہ بھی ذکر ہے کہ شادی کے مواقع پر دف بجایا جاتا تھا۔[54]

- تصویر سازی

رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں صحابہ کرامؓ تصویر سازی سے احتراز کیا کرتے تھے سیدنا ابو طلحہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿**لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب و لا تصاوير**﴾ [55]جس گھر میں کتا اور تصویر ہوں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“

خلاصہ بحث و نتائج

یہ تحقیقی مطالعہ عہد نبوی ﷺ کے تفریحی، ثقافتی، سماجی مشاغل اور کھیلوں پر مشتمل ہے جو اس دور کے معاشرتی، فرہنگی، اور ادبی مظاہرے کو روشن کرتا ہے۔ عہد نبوی میں تفریحی و سماجی اور ثقافتی کھیل اور مشاغل موجود تھے جیسے، دوڑ، گھڑ سواری، تیراکی، کشتی، اور ادبی مشاغل میں شاعری کا اجرا، حکایات کی سننا، اور مقامی کھیلوں کا انتظام۔ نبی ﷺ بذات خود بھی ان تفریحی مشاغل میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔ عہد نبوی میں تفریحی، ثقافتی، سماجی مشاغل اور کھیلوں کا انتظام ان معاشرتی مظاہر کے لئے مثالی نمونہ فراہم کرتا ہے جو اجتماعی یکجہتی، اخلاقی تربیت،

([53])یوسف 3:12۔

([54])ابن ماجہ، السنن ، كتاب النكاح ، باب الغناء والدف، رقم الحدیث:1899۔

([55]) القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح ، كتاب اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة اعیوان، رقم الحدیث: 5397۔

اور جسمانی صحت کی بہتری میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ عہد نبوی ﷺ کے کھیل اور تفریحی مشاغل نے انسانی ذہن کو سکون اور راحت، جسمانی نشوونما اور شاعری کے ذریعے عربی ادب کا فروغ، اور تاریخی و تعلیمی قصہ گوئی کے ذریعے اخلاقیات کی تعلیم، اور مقامی وثقافتی روایات کے ذریعے ثقافتی ورثے کی حفاظت کے لئے مختلف طریقے فراہم کیے۔ اس مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عہد نبوی کے تفریحی، ثقافتی، سماجی مشاغل اور کھیلوں کو معاشرتی تعلقات میں ضروری شامل کیا جائے۔ اس سے اسلامی اخلاقیات کی تربیت میں مدد ملے گی اور اسلامی معاشرت کے تقویم میں بھرپور شمولیت فراہم ہوگی۔ اس طرح کے مشاغل اور کھیلوں کی حفاظت اور ان کی فروغ میں حکمت عملی کی ضرورت ہے تاکہ مختلف عہدوں کے لوگ ان کا بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔